آپ ﷛ کی بیعت: ابن قتیبہؒ، ابن کثیرؒ، شیخ محمد بن عبد الوہابؒ اور ان کے بیٹے عبد اللہ کے مطابق: جب حضرت علی ﷛ وفات پا گئے، یہ ۱۷ یا ۱۸ رمضان المبارک کی تاریخ تھی۔ کوفہ میں بروزِ جمعہ ۴۰ ھ حضرت حسن ﷛ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی؛ اسی وقت شام میں امیر معاویہ ﷛ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ لیکن ابن کثیرؒ یہ بھی لکھتا ہے کہ وفات سے قبل لوگوں نے بیعت کی۔

بظاہر درایتی لحاظ سے یہ تاریخی روایت سقم سے خالی نظر نہیں آتی۔ اگر حسن ﷛ کی بیعت پہلے کی گئی ہو، تو لوگوں کا حضرت علی ﷛ سے خلیفہ کی نامزدگی کا مطالبہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لہٰذا اقرین قیاس یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت حسن ﷛ کے ہاتھ پر بیعت بعد میں کی۔ واللہ اعلم چنانچہ سیدنا حسن ﷛ کے ہاتھ جو بیعت مکمل ہوئی، وہ حضرت علی ﷛ کے اشارے سے ہرگز نہ تھی؛ بلکہ لوگوں نے حضرت علی مرتضیٰ ﷛ کی شہادت کے بعد آپ ﷛ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کیونکہ انہوں نے حضرت حسن ﷛ سے بڑھ کر کسی اور کو اس منصب کا اہل نہیں سمجھا۔ اور لوگوں نے درست انتخاب کیا تھا۔

بارک اللہ فی جهودکم المخلصة

(۱) جناب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان، سینیٹر پروفیسر حافظ ساجد میر حفظہ اللہ دوبارہ سینٹ کی قائم کمیٹی برائے کشمیر و بلتستان کے لیے بلا مقابلہ چیئر مین منتخب ہوئے ہیں۔ اس اعزاز پر ہم انہیں اتھاہ دل سے **مبارک باد** پیش کرتے ہیں۔

جمعیت اہلحدیث گلگت بلتستان

(۲) بتاریخ **۲۷ جمادی الثانیة ۱۴۳۹ھ** / 17 مارچ 2018ء کو **ڈاکٹر محمد ابراہیم خلیل عبد الرحیم یوگوی** نے مدینہ یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ میں "ڈاکٹر آف فلاسفی" کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کے علمی مقالے کا عنوان ہے:

"تحريخ الأحاديث والآثار في كتاب المغني، لموفق الدين ابن قدامة الحنبلي"

مناقشین: (۱) الدکتور عمر السفیاتی (۲) الدکتور عاصم عبد الله القریوتی (۳) الدکتور وائل بن فواز أحمد

آپ جامعة دار العلوم بلتستان غواڑی سے فارغ ہو کر مدینہ یونیورسٹی گئے تھے، جہاں سے مرحلہ العالیة اور ماجستیر درجہ امتیاز و شرف اولیٰ میں پاس کیا۔

جمعیت اہل حدیث گلگت بلتستان

تحصیل علم میں استاد کی اہمیت

مضمون نگار: مولانا محمد کامران ہوتی | تلخیص وتقدیم: ابومحمد

اللہ رب العزت نے روئے زمین میں اپنی خلافت کے لیے انسان کا انتخاب فرمایا، تو اسے علم کی زینت سے آراستہ کر کے لگاتار عبادت میں مصروف رہنے والے فرشتوں پر برتری کے اظہار کے لیے ان کو سجدہ تعظیمی کا حکم فرمایا۔ ذات باری تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کو دینی و دنیاوی علوم سے حظ وافر عطا کر کے آسمان وزمین کی وسعتوں کو اس کے لیے مسخر فرمایا۔ دینی علوم سے روشناس کرنے کے لیے اپنے افضل ترین بندوں کو نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا۔ یہاں تک کہ ایک طویل عرصے کی جہالت کے بعد روءِ زمین کی افضل ترین جگہ اپنے آخری رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اس پر وحی کا آغاز ہی ''پڑھائی کے حکم'' سے فرمایا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○﴾ [العلق ۱-۵] معلم اول ﷺ نے دار أرقم بن أبي الأرقم میں اپنے صحابہ کرام ؓ کو توحید وسنت کا درس دیا اور کتاب وحکمت کی تعلیم دی۔ ہجرت مدینہ کے بعد مسجد نبوی کا چبوترہ پہلا مدرسہ بن گیا۔ دین اسلام کے اولیں طلابِ علم اپنے استاد ﷺ سے دین انسانیت کی تعلیم وتربیت حاصل کر کے دنیا بھر میں پھیل گئے۔ سراج منیر سے نکلی ہوئی علم وعمل کی روشنی استاد وشاگرد کے مبارک سلسلے سے چلتی ہوئی دنیا کو روشن کرتی رہی۔ استاد سے علم حاصل کرنے کی اہمیت اور افادیت متواتر عملی ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

متأخر زمانوں میں کچھ ذہین وشوقین لوگ ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر دینی سکالر بن بیٹھے۔ اور انہوں نے اپنے قلم اور زبان کی جولانیوں سے لوگوں کو اپنے خیالات پہنچانا شروع کر دیے۔ مولانا محمد کامران ہوتی نے اس طریقے سے علم حاصل کرنے کے خلاف ایک گرانقدر مضمون **''استاد سے پڑھے بغیر صرف مطالعہ سے علم حاصل کرنا''** لکھا ہے، جس کا خلاصہ التراث کے قارئین کے لیے پیش خدمت ہے:

علم سیکھنے سے حاصل ہوگا

علم کی خصوصیت یہ ہے کہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: ''إن العلمَ بالتعلمِ'' [صحيح البخاري كتاب العلم باب العلم قبل القول والعمل - تعليقًا] ''يا أيها الناس تعلموا، إن العلم بالتعلم والفقه

بالتفقهِ'' [المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي ٣٥٢، المعجم الكبير للطبراني ح:٩٢٩] ''لوگو علم سیکھو، یقینا علم وفقہ سیکھنے سمجھنے سے حاصل ہوتی ہے۔'' حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: ''اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ قابل اعتبار علم وہی ہے جو انبیائے کرام علیہم الصلاۃ و السلام اوران کے وارثین (علماء) سے سیکھ کر حاصل کیا جائے۔'' [فتح الباري ١٦١/١] ملاعلی قاریؒ نے اس کی وضاحت میں کہا: ''اسے اساتذہ کے منہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔'' [مرقاة المفاتيح ٤: ٢٢٢]

طالب علم کی اہم ترین صفات

علامہ خطیب بغدادیؒ نے طالب علم کی صفات کے مستقل باب میں لکھا ہے: ''وہ اپنی فقہ علماء کی زبان سے حاصل کرتا ہے، ازخود کتابوں سے حاصل نہیں کرتا۔'' پھر سلیمان بن موسیٰ کا قول نقل کیا ہے: ''ایسے لوگوں سے علم حاصل نہ کرو جنہوں نے صرف کتابوں سے علم حاصل کیا ہو۔'' [الفقيه والمتفقه ١٩٢/٢]

بغیر استاد کے علم حاصل کرنے والے کے بارے میں مقولہ ہے: ''**من دخلَ في العلم وحدَه خرجَ وحدَه**'' ''جوعلم کے میدان میں اکیلا داخل ہوا، وہ خالی ہاتھ نکل جائے گا۔'' [الجواهر والدرر ١١٤/١]

علمائے دین نے صرف مطالعہ سے علم حاصل کرنے والے پر اپنے تجربات کی روشنی میں تبصرے کیے ہیں:

اسماء الرجال میں صرف ذاتی مطالعہ سے علم حاصل کرنا مستقل جرح شمار ہوتا ہے۔ علامہ ذہبیؒ **علي بن رضوان المصري** پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **ولم يكن له شيخ، بل اشتغل بالأخذ عن الكتب.**'' [سير أعلام النبلاء ١٠٥/١٨]

ثور بن يزيدؒ کہتے ہیں: **لا يفتي الناسَ الصحفيون.** [الفقيه والمتفقه ١٩٣/٢] ''کتابوں سے علم حاصل کرنے والا فتویٰ دینے کا اہل نہیں۔'' امام اوزاعیؒ کہتے ہیں: **كان هذا العلم كريما يتلاقاه الرجال بينهم فلما دخل في الكتب دخل فيه غيرُ أهله.** [سير أعلام النبلاء ١١٤/٧] ''یہ علم بڑا محترم تھا جب اس کو شاگرد اساتذہ سے حاصل کرتے تھے، لیکن جب سے کتابوں میں داخل ہوا تو اس میدان میں نااہل لوگ بھی داخل ہو گئے۔''

امام احمد ابن حنبلؒ ایسے شخص سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے جس کا کوئی استاد نہ ہو۔ کہا: **كيف أكلمُ من لم أره على بابِ عالم قط.** [الألماع ص٢٨] ''میں ایسے شخص سے کیسے بات کروں جسے میں نے کبھی کسی عالم کے دروازے پہ نہیں دیکھا۔''

خطیب بغدادیؒ نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے کہا گیا: مسجد میں ایک حلقہ ہے، جو فقہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

پوچھا: لهم رأسٌ؟ ''ان کا کوئی رئیس (استاد) ہے؟'' لوگوں نے نفی میں جواب دیا تو امام صاحبؒ نے کہا: **لا يفقهُ هؤلاءِ أبدًا.** [الفقيه والمتفقه ۲/۱۹۳] ''یہ لوگ کبھی فقیہ نہیں بن سکتے۔''

امام مالکؒ کہتے ہیں: **إنّ هذا العلمَ دينٌ فانظروا عمن تأخذون دينكم.** [الفقيه والمتفقه ۲/۱۹٤] ''یہ علم ہمارا دین ہے، لہٰذا دیکھو کہ تم لوگ اپنا دین کن لوگوں سے حاصل کرتے ہو۔''

امام نوویؒ کہتے ہیں: **إنهم أئمتنا وأسلافُنا، كالوالدين لنا.** [مقدمة تهذيب الأسماء واللغات ۱/۱۱] ''یہ اساتذہ ہمارے امام اور اسلاف ہیں، جو ہمارے والدین کی طرح ہیں۔''

آپ مسلم بن خالدؒ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اور مسلمؒ فقہ کے سلسلے میں ہمارے دادا کی حیثیت رکھتے ہیں، جس سلسلے سے ہماری سند اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچتی ہے۔'' [مقدمة تهذيب الأسماء واللغات ۲/۹۳]

موجودہ زمانے میں بعض لوگ کسی فن کی دو چار کتابیں پڑھ کر سکالر بن جاتے ہیں اور نہ صرف تصنیف وتألیف کے میدان میں کود پڑتے ہیں، بلکہ قرآن مجید کی تفسیر تک لکھنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ علم کا یہ میدان نہایت خطرناک ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''**مَن قال في القرآنِ برأيِه فليتبوأ مقعدَه مِن النارِ**'' [الترمذي ۲۹٥۱ عن ابن عباس ﷺ وحسنه وخالفه الألباني، شرح السنة ۱۱۷ وحسنه الأرنؤط] ''جو شخص قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے بات کرے، تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔'' دوسری روایت میں ہے: ''**مَن قال في القرآن برأيه فأصابَ فقدْ أخطأ**'' [الترمذي ۲۹٥۲ عن جندب ﷺ وغرَّبه وقال الألباني: صحيح الإسناد مقطوع] ''جس کسی نے قرآن مجید کے بارے میں اپنی رائے سے بات کر لی، تو اس نے غلطی کا ارتکاب کیا، اگرچہ اس کی رائے درست ہی کیوں نہ ہو۔'' علامہ طیبیؒ کہتے ہیں: **المرادُ بالرأيِ قولٌ لا يكون مؤسَّسا على علم الكتاب والسنةِ، بل يكون قولا يقوله برأيه على حسب ما يقتضيه عقلُه، وعلمُ التفسيرِ يؤخذُ مِن أفواهِ الرجالِ.** [شرح الطيبي على المشكاة ۲/۲۷٦] ''یہاں رائے سے مراد ایسی بات ہے جس کی بنیاد کتاب وسنت پر نہ ہو، بلکہ ایسا قول ہوتا ہے جو وہ اپنے عقل کے مطابق بولتا ہے۔ حالانکہ تفسیر کا علم علماء کے منہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔''

ملا علی قاریؒ کہتے ہیں: **فعُلمَ أن علمَ التفسير يتلقى من النقلِ أو من أقوال الأئمة.** [مرقاة المفاتيح ۱/۳۰۹] ''معلوم ہوا کہ تفسیر کا علم نقل یعنی روایت سے حاصل کیا جاتا ہے یا ائمہ کرامؒ کے اقوال سے۔''

امام بخاریؒ حدیث بیان کرتے ہیں: **إنما العلمُ بالتعلمِ.** [صحيح البخاري ۱/۲٤ تعليقًا] ''علم سیکھنے سے